بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

(از مسعود عالم ندوی)

یوں تو کاغذ کی کم یابی اور نئے قانون کی جکڑ بندیوں کے باعث رسالے کی اشاعت میں ابتری پیدا ہو گئی تھی، مگر زیرِ نظر اشاعت میں ایک دوسری وجہ سے بھی کافی تاخیر ہو گئی۔ مولانا مودودی دو ہفتوں سے علیل ہیں، نزلہ و زکام کا شدید حملہ ہے۔ ابھی ہفتہ عشرہ انھیں مکمل آرام کی ضرورت ہے، صرف اشارات کے انتظار میں پرچہ رکا ہوا تھا، مزید تاخیر نامناسب معلوم ہوئی، اس لیے اس ماہ "ترجمانی" کی خدمت راقم الحروف کے سپرد کی گئی جو اپنی نااہلیت کے اعتراف کے باوجود اسے بادلِ ناخواستہ قبول کرنا پڑی۔ کوتاہیوں اور لغزشوں کے لیے ناظرین سے چشم پوشی کی درخواست ہے۔

کاغذ کے متعلق نئے قانون سے تمام رسالوں کی زندگی دوبھر ہو رہی ہے۔ ہماری راہ میں بھی اس وجہ سے بڑی مشکلات پیدا ہو گئی ہیں۔ کاغذ کی رسد کی حد درجہ کمی اور مضامین کی فراوانی کا اس کے سوا کوئی حل نظر نہیں آیا کہ رسالہ ۲۰×۲۶ کی جگہ ۲۰×۳۰ کی تقطیع پر شائع ہو۔ اور مسطر خفی سے خفی کر دیا جائے۔ اللہ کے فضل و کرم سے توقع ہے کہ اس طرح پر زیادہ سے زیادہ مضامین کی گنجائش نکل سکے گی۔ یہ ابتلا عالمگیر ہے، اور اس سے مفر کی کوئی راہ نہیں۔ جب تک شیاطین جن و انس کا برپا کیا ہوا یہ طوفان جاری ہے، صبر کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ امید ہے کہ ہمارے ناظرین بھی اس ابتلائے عام میں ہماری دشواریوں کا احساس کرتے ہوئے صبر و ضبط سے کام لیں گے۔

کاغذ کی کم یابی، ہوش ربا گرانی اور چور بازار کی مصیبتوں سے نشر و اشاعت کا سارا نظام بھی درہم برہم ہو رہا تھا، ملک کے طول و عرض سے لٹریچر کے پورے سٹ کا مطالبہ ہوتا تھا، لیکن ہمارا مکتبہ اس کی تعمیل سے قاصر تھا۔ فرمائشوں کی عدمِ تعمیل کے باعث لٹریچر کے قدر دانوں میں مایوسی پیدا ہو چلی تھی۔ لیکن مکتبہ کے کارکن کوششوں سے غافل نہیں تھے۔ آخر توفیق الٰہی سے، جدید کنٹرولی آرڈر کا نفاذ شروع ہونے سے پہلے ہی ہمارے پاس کاغذ کا معتدبہ ذخیرہ فراہم ہو گیا جس سے از سر نو لٹریچر کا پورا سٹ مکتبہ میں جمع ہو گیا ہے۔ ہماری دعوت کے پھیلنے میں لٹریچر کی کمی سب سے بڑی رکاوٹ تھی۔ اب کہ یہ رکاوٹ دور ہو گئی ہے، جماعت کے ارکان اور ہمدردوں کا فرض ہے کہ اشاعت کے کام میں لگ جائیں، اور جو موقع مل رہا ہے، اسے غنیمت شمار کریں نہیں کہا جا سکتا کہ آئندہ پھر یہ آسانیاں حاصل ہو سکیں گی یا نہیں؟

ہم اقامتِ دین کا جو کام لے کر کھڑے ہوئے ہیں، اس کا دائرۂ عمل کسی ایک ملک، قوم یا خطۂ ارض میں محدود نہیں۔ اس لیے

ابتدا ہی سے ہندوستان اور دنیا کی دوسری مشہور زبانوں میں لٹریچر کے ترجمے کا خیال پیش نظر رہا ہے۔ گو حالات کی نامساعدت کے باعث رفتار تیز نہیں ہو سکی ہے۔ انگریزی میں صرف چند رسالے منتقل ہوئے ہیں، ابھی بڑا کام باقی ہے۔ ہندوستان کی مختلف زبانوں میں بھی جابجا کام ہو رہا ہے۔ بنگال و آسام کا علاقہ، ہماری دعوت سے اب تک بالکل ناآشنا ہے۔ بنگلہ ترجمہ کا کام پٹنہ میں شروع ہو گیا ہے، مگر ابھی رفتار سست ہے۔ شانتی نکیتان میں بھی ایک صاحب علم نے تعاون کا وعدہ کیا ہے، اللہ کرے، یہ دعوت ان کے دل میں گھر کر جائے اور شرقی ہندوستان کو اسلامی تحریک سے روشناس کرانے کا کام وہ اپنے ذمے لیں۔ اس سلسلہ میں بہار و بنگال کے ارکان جماعت کی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہیں، ہم توقع کرتے ہیں کہ وہ کوتاہی سے کام نہیں لیں گے۔ ترکی ترجمہ خود دارالاسلام میں ایک ترکستانی ادیب کر رہے ہیں۔

مگر ان سب کے ساتھ جو حقیقت تلخ اور تکلیف دہ بھی وہ یہ کہ عربی زبان میں اب تک لٹریچر کے منتقل کرنے کا کوئی خاطر خواہ نظم نہیں ہو سکا ہے اور عربی کا کام دوسری زبانوں سے زیادہ دشوار اور اہم بھی ہے۔ عدن سے لے کر مغرب اقصیٰ تک عربی بولنے والی قوموں کی آبادیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ عربی بولنے والوں کی آبادی سات کروڑ سے کم نہ ہوگی۔ اس کے علاوہ مشرقی افریقہ کے بعض علاقوں اور جزیروں میں بھی عربی کا چلن مادری زبان کی طرح ہے۔ جنوبی امریکہ میں بھی عربوں کی بڑی نوآبادی ہے۔ ان میں زیادہ تر مسلمان ہیں اور کچھ عیسائی اور دوسری قومیں۔ بعض علاقوں (جیسے لبنان) میں عیسائیوں کی اکثریت ہے۔ اس پوری آبادی کو عربی زبان ہی کے ذریعہ خطاب کیا جا سکتا ہے۔ ان میں جابجا ایسے طبقے بھی ہیں (جیسے مراکش، الجزائر، نجد، یمن) جو ابھی اسلام کی تعلیمات سے زیادہ دور نہیں ہوئے اور اگر انھیں صحیح طریقہ پر دعوت دی جائے، تو وہ آسانی سے اقامت دین کی دعوت پر لبیک کہہ سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ان میں ایسے فرقے بھی ہیں (جیسے دروزی، یزیدی) جو ابتدائی صدیوں ہی میں اسلام کی تعلیم سے دور جا پڑے، اور آج تک وہ اپنے مخصوص عقیدوں پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہیں۔ فقہی مذاہب کے لحاظ سے بھی، عربی ملکوں میں چاروں اماموں (ائمہ اربعہ) کے متبعین پائے جاتے ہیں۔ سیاسی اعتبار سے بعض خطے (مصر، عراق، شام) عربی قومیت کے نشے میں سرشار ہیں —— کہنا یہ ہے کہ عربی بولنے والی سات کروڑ آبادی ہندوستان کی طرح یکساں (Homogeneous) خیالات نہیں رکھتی۔ عربی بولنے والی قوموں کو دین کی دعوت دینے کے لیے بڑی تیاری اور دوربینی کی ضرورت ہے۔ اور نوع بنوع مریضوں کے لیے مختلف قسم کا تریاق بھی تیار کرنا پڑے گا۔

جماعت کے موجودہ لٹریچر کا صرف ترجمہ کر دینا عربی داں پبلک کے لیے کافی نہیں ہو سکتا۔ لٹریچر کے ترجمے میں بھی عرب کے مخصوص حالات و افکار کے اعتبار سے جابجا ضمنی تبدیلیاں اور اضافے کرنا ہوں گے۔ نیز اچھا خاصہ صالح لٹریچر براہ راست عربی زبان میں تیار کرنا پڑے گا جو وقت کے چلنسار اور مقبول عام افکار کے مقابلے میں اسلامی فکر اور اسلامی تحریک کو صحیح اور سائنٹفک طریقے پر پیش کر سکے۔ یہ صالح لٹریچر اپنی زبان، طریقۂ نظر و فکر اور اسلوب بحث کے لحاظ سے اتنا ممتاز اور نمایاں ہو کر دل اس کی طرف خود بخود کھنچ جائیں اور دماغ اس سے اثر پذیر ہو سکیں۔